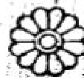
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ہلالِ عید کا پیغام

مرتّبہ

مسعود احمد

امیرِ جماعت المسلمین



جماعت المسلمین

فی سبیل اللہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

ہلالِ عید کا پیغام

سلسلۂ اشاعت ۱۲

ایامِ مسرت انسانوں کے لئے فطری تقاضے کی حیثیت رکھتے ہیں تاکہ وہ سال بھر کی گوناگوں مصروفیات، محنت و مشقت کے بجائے راحت و مسرت میں اپنا وقت گزاریں، ایسا نہ ہو کہ ان کی زندگی بالکل خشک اور بے لطف بن کر رہ جائے۔ یہ ایامِ مسرت انسان کی زندگی میں ایک قسم کی نئی لہر پیدا کر دیتے ہیں۔ دماغی بوجھ ہلکا ہو جاتا ہے اور وہ پھر تروتازہ ہو کر اپنے فرائض ادا کرنے لگتا ہے۔ غرض یہ کہ کیفیات میں تبدیلی ایک فطری فرورت ہے جس کے بغیر انسان کی زندگی مشینی زندگی کے سوا کچھ نہیں۔

اسلام ایک فطری دین ہے لہٰذا وہ اس فطری تقاضے سے کس طرح صرفِ نظر کر سکتا تھا۔ اللہ تعالیٰ جو اس دینِ فطرت کا صانع ہے اُس نے اس فطری تقاضے کو پورا کرنے کے لئے سال میں دو تہوار ہمارے لئے مقرر فرما دئے۔ تہواروں کے تقرر کو انسانوں کے اختیار میں نہیں دیا بلکہ خود فاطرِ فطرت نے ان ایام کا تعین فرمایا۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں:۔

قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ وَلَهُمْ يَوْمَانِ يَلْعَبُوْنَ فِيْهِمَا فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَقَالَ إِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى قَدْ اَبْدَ لَكُمْ بِهِمَا خَيْرًا مِّنْهُمَا يَوْمَ الْفِطْرِ وَيَوْمَ النَّحْرِ (مسند امام احمد۔ بلوغ الامانی جزء ۶ صفحہ ۱۱۹ ورواہ الحاکم وسندہ صحیح۔ المستدرک جزء اول صفحہ ۲۹۴)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو (آپ کو معلوم ہوا کہ) وہاں کے لوگ ایامِ جاہلیت میں دو دن کھیلا کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان دونوں دنوں کے بدلہ میں تمہیں ان سے بہتر دن عطاء فرما دئے ہیں: یوم الفطر (یعنی عید الفطر) اور یوم النحر (یعنی عید الاضحیٰ)۔

اس فرمان سے ایامِ جاہلیت کے تہوار منسوخ ہو گئے اور ان کی جگہ دو عیدوں کو مقرر کیا گیا۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے صرف یہی دو عیدیں مقرر کی گئی ہیں۔ باقی عیدیں خود ساختہ اور اللہ تعالیٰ کے دینِ فطرت میں اضافہ ہیں اور یہ اضافہ شرک فی الشریعت ہے۔

جس طرح اسلام ہر اعتبار سے دوسرے ادیان میں ممتاز حیثیت کا مالک ہے اسی طرح اس کے تہوار بھی ممتاز شان و شوکت کے حامل ہیں۔ یہ تہوار جس سنجیدگی و متانت، اللہ تعالیٰ کی کبریائی، انسانی ہمدردی اور اجتماعیت کا مظاہرہ کرتے ہیں دوسرے مذ!

سے بڑی حد تک محروم ہیں۔

عید الفطر نفسیاتی اور فطری اعتبار سے پورے سال میں سب سے زیادہ خوشی کا دن ہوتا ہے۔ رمضان کی مسلسل ریاضت اور تربیت کے بعد یہ پہلا دن ہوتا ہے کہ جس میں ایک مسلم ریاضت کے بعد راحت اور تربیت کے بعد اس کے عملی مظاہرہ کا لطف حاصل کرتا ہے۔ اس دن ہر مسلم قرآن مجید کے نزول کی خوشی کے ساتھ ساتھ اپنی تکمیلِ تربیت اور تکبیر اللہ تعالیٰ کی برتری اور انسانی ہمدردی کے امتحان میں اپنی کامیابی پر مسرور و شاداں ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بڑائی اور زکوٰۃ الفطر کی صورت میں مساکین کی اعانت سے ہی اس کی خوشی کا آغاز ہوتا ہے اور ان ہی دو جذبوں کے ساتھ اس کی خوشی باقی رہتی ہے۔

جس طرح رمضان ہماری تربیت کرتا ہے عید بھی ہماری تربیت کرتی ہے اور یہ تربیت رمضان کی تربیت میں ایک قسم کی جلا پیدا کرتی ہے۔

عید کا پہلا سبق | عید کے روز سب سے زیادہ خوشی کا موقع وہ ہوتا ہے جب مسلمین عید گاہ میں نمازِ عید ادا کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی کبریائی کے نغموں سے فضائے آسمانی کو معمور کر دیتے ہیں۔ اس سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ ہم اپنی زندگی کو اس طرح ڈھالیں کہ زندگی کے ہر لمحہ میں ہم اللہ تعالیٰ کے ذکر سے سرشار ہوں اور ذکر الٰہی میں ہی ہمیں سب سے زیادہ خوشی، چین اور راحت نصیب ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ — خبردار ہو جاؤ اللہ کے ذکر سے قلوب تسلی پاتے ہیں۔
(الرّعد ۲۸)

مقامِ حیرت | یہ ایک مسلّم حقیقت ہے کہ عید کی سب سے زیادہ خوشی عید گاہ میں ہوتی ہے اور فطرتِ انسانی کا تقاضا یہ ہے کہ مسرت کی گھڑیاں طویل ہوں بلکہ کبھی ختم ہی نہ ہوں لیکن مقامِ حیرت ہے کہ ننانوے فیصد لوگ نمازِ عید سے اس قدر جلد فراغت حاصل کرنا چاہتے ہیں گویا کہ ان کے نزدیک یہ خوشی بھی ایک بوجھ ہے کہ اس کو جس قدر جلد اتار کر پھینک دیا جائے اچھا ہے۔ خوشی کی بقاء انسان کی فطری خواہش ہے اور اس سے بیزاری انسانی فطرت کی ضد ہے۔ اجتماعِ ضدین اگرچہ باطل ہے لیکن عید کی خوشی میں شاید یہ دونوں ضدیں بھی مجتمع ہو جاتی ہیں۔ کاش لوگ اس پر غور کریں اور نمازِ عید کو بوجھ نہ سمجھتے ہوئے اسے اطمینان سے ادا کریں۔

عید کا دوسرا سبق | عید سے دوسرا سبق ہمیں یہ ملتا ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کے بلانے پر ہم خوشی خوشی اپنے گھر کو چھوڑ کر ایک میدان میں جمع ہو جاتے ہیں اسی طرح جب اور جس موقع پر اللہ تعالیٰ کے دین کی خدمت کے لئے ہمیں بلایا جائے تو ہم سب مال و متاع کو چھوڑ کر دین کی خدمت کے لئے نکل کھڑے ہوں اور اس خدمت میں اس طرح خوشی محسوس کریں جس طرح عید گاہ جانے میں خوشی محسوس کرتے ہیں مگر افسوس کہ ہم اس سبق کو فوراً بھول جاتے ہیں اور ذرا سا وقت بھی دین کی خدمت کے لئے نکالنا گوارا نہیں کرتے۔

عید کا تیسرا سبق | ہم عید کی نماز کے لئے بہترین لباس پہن کر جاتے ہیں اور یہ ایسا لباس ہوتا ہے کہ عموماً پورے سال اس سے اچھا لباس ہم نہیں پہنتے۔ اس سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ ہر نماز کے موقع پر اچھا لباس پہنیں اور خوب زینت کریں اور اللہ تعالےٰ کے اس فرمان کی تعمیل کریں :-

خُذُوْا زِيْنَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ   ہر نماز کے وقت اپنی زینت (کی چیزیں) پہن لیا کرو۔
(الاعراف - ۳۱)

کتنے افسوس کا مقام ہے کہ لوگ عید کے پیغام کو نظر انداز کر کے آیت مذکورہ بالا کی منشا کے خلاف عمل کرتے ہیں۔ ہر موقع پر زینت کرتے ہیں لیکن نماز کے وقت زینت کو اتار پھینکتے ہیں۔ ننگے سر اور بد ہیئت لباس میں نماز ادا کرتے ہیں۔ ٹوپی اگر اوڑھتے بھی ہیں تو تنکوں کی اور وہ بھی ناقص اور بوسیدہ۔ کیا وہ اس قسم کی ٹوپی اور خراب لباس کے ساتھ بازار یا دفتر جا سکتے ہیں؟ نہیں اور ہرگز نہیں تو پھر اللہ تعالےٰ کا جو حق ہے وہ کیوں نہیں ادا کرتے؟

عید کا چوتھا سبق | عید کے دن عید گاہ جانے سے پہلے فطرہ کی ادائیگی ضروری ہے تاکہ مساکین بھی عید کی خوشیوں میں شریک ہو سکیں لہٰذا عید کا چوتھا سبق یہ ہے کہ ہم ہر خوشی کے موقع پر اپنے غریب بھائیوں کو نہ بھولیں۔ ان کی خوشی اور ضروریات کا خیال رکھیں۔ قارئین کرام! سوچئے فطرہ کی صورت میں جو ہمدردی اور مواسات کا عملی نمونہ ہم پیش کرتے ہیں کیا یہی جذبہ ہمیشہ باقی رہتا ہے؟ کیا اسی طرح ہم مساکین کی مدد کرتے رہتے ہیں؟ اگر نہیں تو عید سے ہم نے کیا سبق لیا؟

عید کا پانچواں سبق | عید کے دن ہم ایک حکمِ الٰہی کی تعمیل کر کے اظہارِ شادمانی کرتے ہیں لہٰذا عید کا پانچواں سبق یہ ہے کہ ہم ہر حکمِ الٰہی کی تعمیل کے بعد خوش ہوا کریں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہلالِ عید

یہ عیدالفطر کا جشنِ ملی! یہ ورودِ ذکر و رحمت کی یادگار، یہ سربلندی و افتخار کی بخشش کا یادآور!

یہ یوم کامرانی و فیروزی و شادمانی اُس وقت تک کیلئے عیش و سرور کا دن تھا جب تک ہمارے سر تاجِ خلافت کیلئے بلند ہونے کیلئے تھے اور جسم خلعتِ نیابت سے مفتخر ہونے کے لئے۔ عزت و عظمت جب ہمارے ساتھ تھی اور اقبال و کامرانی ہمارے آگے دوڑتی تھی۔ اللہ کی نعمتوں کا ہم پر سایہ تھا اور اللہ کی بخشی ہوئی خلافت کے تختِ جلال پر ہم متمکن تھے۔ لیکن اب ہمارے اقبال و کامرانی کا تذکرہ صفحاتِ تاریخ کا ایک افسانۂ ماضی رہ گیا ہے۔

دُنیا کی اور قومیں ہمارے لئے وسیلۂ عبرت تھیں لیکن اب ہمارے اقبال و ادبار کی حکایت اوروں کے لئے مثالِ عبرت ہے۔ ہم نے اللہ کی دی ہوئی نعمت کو مذلت سے بدل لیا۔ اس کے عطا کئے ہوئے منصبِ خلافت کی قدر نہ پہچانی۔ اور زمین کی خلافت و نیابت کا خلعت ہم کو راس نہ آیا۔ اب ہماری عید کی خوشیوں کے دن گئے۔ عیش و طرب کا دَور ختم ہوگیا۔ اب عید کے عیش و طرب کی صحبتیں اُن قوموں کو مبارک ہوں جن کی عبرت و تنبیہ کے لئے اب تک ہمارا وجود بارِ زمین ہے۔ ان کو خوش نصیب سمجھو جو اپنے دَورِ اقبال کے ساتھ خود بھی مٹ گئے، ہمارا اقبال جاچکا ہے لیکن ہم خود اب تک دنیا میں باقی ہیں، شاید اِس لئے کہ غیروں کے طعنے سُنیں اور اپنی ذلت و خواری پر آنسو بہا کر دوسری قوموں کیلئے وجودِ عبرت ہوں۔

اس دن کی یادگار ہمارے لئے جشن و طرب کا پیغام لاتی تھی کیونکہ یہی ہمارے صحیفۂ اقبال کا صفحۂ اولین تھا اور اسی تاریخ سے ہمارے ہاتھوں قرآنی حکومت کا دَورِ جدید قلوب و اجسام کی زمین پر شروع ہوا تھا۔ اس دن کا طلوع ہم کو یاد دلاتا تھا کہ بداعمالیوں نے کیونکر بنی اسرائیل کو دو ہزار سالہ عظمت سے محروم کیا اور اعمالِ حسنہ کے شرفِ افتخار نے کیونکر ہمیں برکاتِ الٰہی کا مہبط و مورد بنایا۔ اس دن کا آفتاب جب نکلتا تھا تو ہمیں خبر دیتا تھا کہ کس طرح اللہ کی زمین نافرمانیوں کی ظلمت سے تاریک ہوگئی تھی اور پھر کس طرح ہمارے اعمال کی روشنی اُفقِ عالم پر مہرِ درخشاں بن کر نمودار ہوئی تھی۔

اب یہ روزِ یادگار ہے تو عیش و شادمانی کے لئے نہیں بلکہ حسرت و نامرادی کیلئے۔ اگر کچھ اور واقعات ہیں تو عطا و بخشش کی فیروزمندی کیلئے نہیں بلکہ ناقدری و کفرانِ نعمت کی مایوسی و حسرت سنجی کیلئے۔ پہلے اُس کامرانی کی یاد تھا کہ ہم دولتِ قبولیت سے سرفراز ہوئے۔ مگر اب اس نامرادی کی حسرت کو تازہ کرتا ہے کہ ہم نے اس کی قدر نہ کی اور ذلت و عقوبت سے دوچار ہیں۔ پہلے اس وقتِ سعادت کی یاد تازہ کرتا تھا جو ہماری دولت و اقبال کا آغاز تھا اور اب دَور

مسکنت و ذلت کا زخم تازہ کرتا ہے ۔۔۔۔۔۔ پہلے یکسر جشن و نشاط تھا اور اب یکسر ماتم و حسرت ہے جشن تھا تو نزولِ قرآن کی یادگار جس نے پہلے ہی دن اعلان کر دیا تھا :۔

"اے ایمان والو، اگر تم اللہ سے ڈرتے رہے اور اس کے احکام سے سرتابی نہ کی تو وہ تمام عالم میں تمہارے لئے ایک امتیاز پیدا کر دے گا"

اور اب ماتم ہے تو اسی قرآن کی اس پیشین گوئی کے ظہور کا

" اور جس نے ہمارے ذکر سے رُوگردانی کی اُس کی زندگی دنیا میں تنگ ہو جائے گی"

پہلے اُس بشارت کو یاد کرکے جشن مناتے تھے اور اب وہ وقت ہے کہ اس کے نتائج کو گردوپیش دیکھ کر عبرت پکڑیں۔ اب عید کا دن ہمارے لئے عیش و نشاط کا دن نہیں رہا البتہ عبرت و موعظت کی ایک یادگار ضرور ہے (ماخوذ از کلام ابو الکلام)

ایمان والو ، کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ ہم بیدار ہو جائیں اور اُس عیدِ گم گشتہ عیش و طرب کو حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ ہماری عید پھر حقیقی معنوں میں عید بن جائے۔ ہمارے سروں پر پھر تاجِ خلافت سجایا جائے۔ پھر ہماری قوت و شوکت کے آگے دُنیا سرنگوں ہو جائے اور جس طرح آج اللہ کی عظمت و کبریائی کے عطر بیز نغموں سے فضائے عالم گونج اُٹھی ہے اسی طرح ہمارے اعمال و جوارح سے اقصائے عالم میں اللہ تعالیٰ کی حاکمیت کا ڈنکا بجنے لگے۔ نغماتِ توحید و رسالت سے دنیا کا گوشہ گوشہ معمور ہو جائے۔ کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ ہم اللہ کے دین کی سربلندی کیلئے جہاد کریں اور اللہ ہمیں سربلند کر دے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بالکل سچ فرمایا تھا کہ " اللہ اس کتاب کے ذریعہ بہت سی قوموں کو عروج و اقبال عطا فرمائے گا اور بہت سی قوموں کو قعرِ مذلت میں ڈال دیگا" (صحیح مسلم) کیا دونوں دَور ہم نے نہیں دیکھے۔؟ دوسرا دَور تو پورے آب و تاب کے ساتھ اب بھی موجود ہے۔ اس قعرِ مذلت میں آخر کب تک آپ پڑے رہیں گے۔ اگر دَورِ اقبال و عروج دوبارہ لانے کیلئے آپ بے چین ہیں تو اُٹھیئے ، پہلے اپنے نفس سے جہاد کیجئے۔ قرآن و حدیث پر خود بھی عمل کیجئے ، اپنے اہل و عیال سے عمل کرالیجئے اور پورے معاشرہ سے عمل کرالیجئے۔

جماعت المسلمین کا مقصد وحید یہی ہونا چاہیئے کہ وہ اقصائے عالم میں اللہ تعالےٰ کا کلمہ بلند کرے ، مگر یہ جب ہی ہو سکتا ہے کہ جب ہم ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار ہو جائیں ، پھر اللہ تعالےٰ بھی اپنا وعدہ پورا کرے گا۔ ہم اقتدار کی ہوس چھوڑ کر پہلے اپنے جسم پر اللہ کی حاکمیت قائم کریں۔ جو شخص اللہ کی حکومت کے لئے جد و جہد کرے اور جہاں اس کا اقتدار ہو وہاں اللہ کی حکومت قائم نہ کرے اُس سے مشکل ہی توقع کی جا سکتی ہے کہ وہ تختِ حکومت پر متمکن ہونے کے بعد اللہ کی حکومت قائم کرے گا۔ ہم انسانوں کو دھوکہ دے سکتے ہیں اللہ کو نہیں۔ اللہ کا وعدہ ہے کہ وہ " اُن لوگوں کو جو ایمان لاکر نیک عمل کرتے ہیں زمین کی خلافت عطا فرمائے گا " (القرآن)

آئیے ہم سب مل کر حقیقی ایمان کے ساتھ نیک عمل کریں۔

سلسلۂ اشاعت ۲۰

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

عیدالفطر کی اہمیّت

غرۂ شوّال اے نورِ نگاہِ روزہ دار
آکہ تھے تیرے لئے مسلم سراپا انتظار

تیری پیشانی پہ تحریر پیامِ عید ہے
شام تیری کیا ہے صبحِ عیش کی تمہید ہے

اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملّتِ اسلامیہ کی اجتماعی خوشی کے لئے سال میں صرف دو ہی دن ہیں۔ ان دو کے علاوہ قرآن و حدیث سے ایسا نہ کوئی دن ثابت ہے نہ کوئی رات کہ جس میں پوری مسلم قوم اجتماعی خوشی منائے۔ لیکن وائے افسوس لوگ اللہ اور رسول ؐ کے عطا کردہ تہواروں پر قناعت نہ کر سکے۔ کئی اور تہوار نکال لئے اور ان میں بھی عید جیسی خوشی کا اظہار کرنے لگے۔

یکم شوّال ۲ھ کو اسلامی تاریخ کی سب سے پہلی عید تھی جو مدینۂ منورہ کے مسلمین نے منائی۔ عید کو مسلمین کا قومی جشن قرار دیا گیا اور عیدگاہ کی حاضری ہر مرد و عورت پر فرض قرار دی گئی۔

لوگو، سوچو، دو عیدیں تھیں، تم نے کئی بنا ڈالیں، یہاں تم نے دین میں اضافہ کیا۔ خواتین پر عیدگاہ کی حاضری لازمی تھی، تم نے یہ حاضری غیر ضروری کر دی یا مکروہ قرار دیدی، یہاں تم نے دین میں کمی کر دی۔ غرض یہ کہ کمی و بیشی کا اختیار اللہ کے بجائے تم نے اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ دین کا کوئی شعبہ تمہاری اس کمی بیشی سے محفوظ نہیں رہا۔ چند خود ساختہ رسموں، تہواروں، جلسوں اور جلوسوں کو دین سمجھ لیا گیا۔ نہ توحید سے کوئی مطلب رہا نہ سنّت سے کوئی واسطہ۔

عیدالفطر کیا ہے، عیدِ انقلاب ہے۔ ایک ماہ کے روزوں کے بعد ہر مسلم کی ذہنیت میں ایک انقلاب برپا ہوتا ہے۔ روزہ میں جس نظم و ضبط کی تربیت اس نے پائی اُس تربیت نے اسے زندگی کے نئے موڑ پر لا کر کھڑا کر دیا۔ روزہ میں اس نے حکمِ الٰہی کی تعمیل میں چند جائز چیزوں کے استعمال پر پابندی عائد کر دی۔ ہر نیکی کی طرف سبقت کی اور بُرائی سے بچنے کے لئے شدت کے ساتھ کوشش کی۔ ہلالِ عید نمودار ہوتے ہی وہ اس تربیتی دور سے فارغ ہوا۔ عید کی صبح اس کی نئی زندگی کا آغاز ہوا۔ اب اس نئی تربیت کے مطابق گیارہ مہینے تک اس کو زندگی گذارنی ہے اور پھر از سرِ نو تربیت کو تازہ کرنا

عیدالفطر تربیت حاصل کرنے کے بعد میدانِ عمل میں قدم رکھنے کا روزِ اولیں ہے، اگر ہم نے پہلے ہی دن تقویٰ کا دامن ہاتھ سے چھوڑ دیا تو پھر غور کرو کہ جس تقوےٰ کے حصول پر ہم خوشی منا رہے ہیں وہ کس درجہ مضحکہ خیز ہے۔ عیدالفطر دراصل تربیت کی تکمیل کے بعد روزِ امتحان ہے۔ اگر عید کی خوشی میں ہم احکامِ الٰہی کی تعمیل سے غفلت نہیں برتتے تو پھر امید کی جا سکتی ہے کہ آئندہ بھی ہم غفلت نہیں برتیں گے۔

ایمان والو! یہ تمہاری قومی عید ہے۔ تم ایک قوم ہو۔ ایک جسم ہو۔ تم سب کا ایک راستہ ہے۔ ایک منزل ہے۔ حاکمِ اعلیٰ ایک ہے۔ امام ایک ہے۔ تو پھر تم نے علیحدہ علیحدہ قومیں کیوں بنا رکھی ہیں۔ علیحدہ علیحدہ مذہب کیوں بنا لئے ہیں۔ کیوں علیحدہ علیحدہ نام رکھ چھوڑے ہیں۔ تم سب مل کر بیٹھو اور متحد ہو جاؤ۔ اپنے کو صرف مسلم کہو۔ مقصد میں یکسانیت، طرزِ فکر میں ہم آہنگی پیدا کرو۔ میدانِ عمل میں اشتراک اور تعاون سے کام لو۔ آپس میں دست و گریبان ہونا چھوڑ دو۔ اپنی قوت کو تخریب کی بجائے تعمیر میں صرف کرو۔ عیدالفطر عید تطہیر ہے۔ اس دن تم اپنی رنجشیں بھلا دو۔ قلب کو بغض سے پاک کر دو۔ دوسری چیزوں پر مرنے کی بجائے اسلام پر مرنا سیکھو، اور نہ صرف مرنا سیکھو بلکہ جینا سیکھو اور یہی مقصدِ حیات ہے جس کو تم بھلا بیٹھے ہو۔ عید کے دن عہد کرو کہ تم ہر کام اللہ کی خوشنودی کے لئے کرو گے اور ایک ماہ کی مشق و تمرین سے جو تقویٰ پیدا ہو چکا ہے اُسے ضائع نہیں ہونے دو گے۔

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ
وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

ہدیۂ عید الفطر

غرّۂ شوّال لے نورِ نگاہِ روزہ دار
آکہ تھے تیرے لئے مسلم سراپا انتظار
تیری پیشانی پہ تحریرِ پیامِ عید ہے
شام تیری کیا ہے صبحِ عیش کی تمہید ہے

ہم کئی دفعہ عرض کر چکے ہیں کہ دشمنانِ اسلام نے ہماری تاریخ کو مسخ کر کے اُسکو ایسا رنگ دیدیا کہ پڑھنے والا یہ سمجھنے پر مجبور ہوتا ہے کہ یہ تاریخ دنیاداروں اور مکاروں کی تاریخ ہے۔ بالکل اسی طرح اختلاف وافتراق نے دین کو ایسا مسخ کر ڈالا کہ اصلی دین اجنبی ہوگیا۔ ایک اسلام کے کئی اسلام بن گئے اور ایک جماعت کی کئی جماعتیں اور فرقے بن گئے۔ حق پرستوں کی ایک قلیل جماعت کو چھوڑ کر تقلید اور جمود نے تمام جماعتوں کا احاطہ کر لیا، پھر اس جمود اور افتراق کی حمایت میں انہیں ایک گھڑی ہوئی حدیث بھی مل گئی کہ "میری اُمت کا اختلاف رحمت ہے"۔ بس پھر کیا تھا، اختلاف اور افتراق کو رحمت سمجھا جانے لگا، اب کسی کو کیا ضرورت تھی کہ اختلاف کو ختم کر کے رحمت کے بجائے زحمت کو دعوت دیتا۔ قرآن مجید کی آیت پُکار پُکار کر کہہ رہی تھی کہ

وَلَا يَزَالُونَ مُخْتَلِفِينَ ○ إِلَّا مَن رَّحِمَ رَبُّكَ ۚ (ھود ۱۱۹)	لوگ ہمیشہ اختلاف کرتے رہیں گے، مگر وہ لوگ اختلاف سے بچ جائیں گے جن پر تمہارے رب کی رحمت ہوجائے

لیکن کون سنتا تھا، لوگ اپنے اسی عقیدہ پر قائم رہے جو قرآن مجید کے خلاف تھا۔ قرآن مجید نے کہا تھا کہ اختلاف سے بچنے والوں پر اللہ کی رحمت ہوگی۔ انہوں نے اس کے بالکل برعکس اختلاف کو رحمت سمجھ لیا۔ افسوس! جب اصول ہی بدل دیا گیا تو پھر جو کچھ بھی ہو کم ہے۔ اسی بنیاد پر دین میں کثیر اختلاف واقع ہوا اور یہ اختلاف ابھی تک چلا آرہا ہے۔

عید الفطر مسلمین کا قومی وملی جشن ہے، اہلِ اسلام کیلئے یہ بہت ہی مسرت کا دن ہے۔ عید کے دن اللہ تعالیٰ کی طرف سے خیر وبرکت اور مغفرت کا نزول ہوتا ہے۔ اس خیر وبرکت اور مغفرت کے حصول کیلئے عیدگاہ جانا اور نماز وغیرہ میں شریک ہونا بہت ضروری ہے۔ عید الفطر کے مسائل جن کا ماخذ براہِ راست احادیثِ صحیحہ ہیں مندرجہ ذیل ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر مسلم پر زکوٰۃ الفطر کو فرض کر دیا (صحیح بخاری وصحیح مسلم)

فطرہ امیر و غریب ہر شخص پر فرض ہے، صاحبِ نصاب ہونے کی شرط صحیح نہیں ہے۔ فطرہ کی مقدار ایک صاع طعام ہے، یعنی ایک صاع اُس غلہ وغیرہ میں سے دیا جائے جو دینے والے کی اصلی غذا ہو (نسائی) صاع ایک پیمانہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مدینہ منورہ میں رائج تھا اس میں تقریباً پونے تین سیر گیہوں آتے ہیں (عراقی صاع سے صدقۂ فطر ادا کرنا صحیح نہیں) (بیہقی و دار قطنی) ہر مردِ مسلم کو چاہیئے کہ اپنے اہل و عیال کی طرف سے صدقۂ فطر ادا کرے (صحیح مسلم) صدقۂ فطر عیدگاہ جانے سے پہلے دینا فرض ہے (صحیح بخاری وصحیح مسلم) یہ صدقہ عید سے دو چار روز پہلے بھی ادا کیا جا سکتا ہے (صحیح بخاری و نسائی)

جمعہ اور سفر کی طرح عید کی بھی دو رکعتیں فرض ہیں (احمد و بیہقی عن عمرؓ) یہ نماز صرف مردوں ہی پر فرض نہیں ہے بلکہ عورتوں پر بھی فرض ہے۔ جو عورتیں اذیتِ ماہانہ کی وجہ سے نماز نہ پڑھ سکیں اُن پر بھی عیدگاہ میں حاضر ہونا ضروری ہے۔ وہ نماز کے مقام سے علیحدہ ہو کر بیٹھ جائیں اور مسلمین کی تکبیروں کے ساتھ تکبیریں کہیں اور دُعاء کے ساتھ دُعا مانگیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی حکم دیا ہے۔ جو لوگ عیدگاہ میں خواتین کی حاضری کو مکروہ کہتے ہیں اُن کا قول صحیح نہیں (صحیح بخاری وصحیح مسلم) عید کی نماز میں ۱۲ تکبیریں زائد ہیں۔ یہ تکبیریں قرأت سے پہلے کہی جائیں، سات پہلی رکعت میں اور پانچ دوسری رکعت میں (ابو داؤد)

عیدگاہ جانے سے قبل طاق عدد کھجوریں کھائے (صحیح بخاری) عیدگاہ جانے سے قبل کچھ کھانا ضروری ہے (مسند امام احمد) اچھی طرح نہا دھو کر، اچھے کپڑے پہن کر، خوشبو لگا کر عیدگاہ روانہ ہو۔ راستہ میں بلند آواز سے یہ تکبیریں پڑھتا ہوا جائے اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ یا اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ كَبِيْرًا۔ موخر الذکر تکبیر کے بعد وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ كَثِيْرًا سُبْحَانَ اللّٰهِ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا حدیث سے ثابت نہیں (طبرانی مصنف عبدالرزاق و بیہقی وغیرہ) نماز کے بعد خطبہ سُنے اور دوسرے راستہ سے واپس آئے (صحیح بخاری) عید کی مبارکباد اس طرح دے تَقَبَّلَ اللّٰهُ مِنَّا وَمِنْكَ (طبرانی کبیر، ابن عقیل) عید کے دن معانقہ کرنا بدعت ہے۔

مندرجہ بالا مسائل میں بعض مسائل ایسے بھی ہیں جو فرقہ بندی کی نذر ہو گئے ہیں۔ غلط کو صحیح اور صحیح کو غلط سمجھ لیا گیا۔ اس فرقہ بندی نے ہمیں اصل دین سے دور کر دیا۔ کیا یہ فرقہ بندی قائم رہنی چاہیئے؟ اگر قائم نہیں رہنی چاہیئے تو جماعت المسلمین کے ساتھ تعاون فرمائیے جس کا تعلق کسی فرقہ سے نہیں ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عید اور ماہِ عید

سلسلۂ اشاعت ۱۲

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ماہِ رمضان کو ماہِ عید کا لقب دیا ہے (صحیح بخاری) اور یہ حقیقت بھی ہے اس لئے کہ ماہِ رمضان ہی عید الفطر کا پیش خیمہ ہے۔ ماہِ رمضان کی صبح و شام مسرتوں سے لبریز، سحری کے وقت بیداری، شام کی چہل پہل اور قیام اللیل کی گہما گہمی عید کا سا سماں پیش کرتی ہیں۔ پورا مہینہ اسی طرح گذرتا ہے اور پھر اس کو ایک بڑی عید کے ساتھ ختم کر دیا جاتا ہے۔ یہ بڑی عید، عید الفطر کے نام سے موسوم ہے۔ عید اور ماہِ عید لازم و ملزوم ہیں۔ عید الفطر ماہِ عید کا تتمہ ہے۔ ماہِ عید مزدوری کے دن ہیں اور عید اجرت ملنے کا دن۔ ماہ عید تربیتی مہینہ ہے اور عید الفطر یومِ امتحان ہے۔ ماہِ عید میں حکمِ الٰہی کی تعمیل ہوتی ہے اور عید اس کی تکمیل پر انبساط اور شکریہ کا دن ہے۔ یہی وہ دن ہے کہ جس دن کی خیر و برکت بے پایاں ہے اور اس خیر و برکت کے حصول میں سب یکساں حقدار ہیں۔ کسی کو اس خیر و برکت سے محروم نہیں کیا جا سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ عید گاہ کی حاضری نہ صرف مردوں پر لازمی ہے بلکہ خواتین پر بھی یکساں طور پر لازمی ہے بلکہ اس حاضری سے کسی قسم کی خواتین بھی مستثنیٰ نہیں حتّٰی کہ کنواری پردہ نشین لڑکی کو بھی عید گاہ لے جانا ضروری ہے۔

ماہِ عید ایک سالانہ تربیتی نظام اور رضا جوئی مولیٰ کی مسلسل مشق و یاد دہانی ہے۔ جتنے بھی نیک کام کیے جاتے ہیں ان کا مقصدِ وحید تقویٰ ہے۔ روزہ بھی اسی مقصد کے حصول کے لئے فرض کیا گیا ہے۔ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ میں اسی طرف اشارہ ہے۔

روزہ میں آپ حلال و طیب چیزیں کھانے و پینے سے قطعاً اجتناب کرتے ہیں۔ وہی چیزیں جن کو چند گھنٹے یا چند لمحے پہلے آپ استعمال کر رہے تھے یا استعمال کر سکتے تھے اب روزہ میں آپ ان کو اپنے اوپر حرام سمجھتے ہیں۔ ان کا استعمال تو کجا، استعمال کے تصور سے آپ کے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں۔ آپ نے کبھی سوچا کہ آخر آپ ایسا کیوں کر رہے ہیں۔ آپ صرف اس لئے کر رہے ہیں کہ اللہ تعالےٰ کا یہی حکم ہے۔ آپ اللہ تعالےٰ کی اطاعت کر رہے ہیں اور یہ جذبۂ اطاعت آپ کے رگ و پے میں سرایت کئے ہوئے ہے اور دل و دماغ اسی جذبۂ اطاعت سے سرشار ہیں لیکن کتنی حیرت کا مقام ہے کہ جس اللہ تعالےٰ کے حکم سے آپ نے حلال و پاکیزہ چیزیں اپنے اوپر حرام سمجھ لیں اسی اللہ تعالےٰ کے حکم سے آپ ناپاک چیزیں اپنے اوپر حرام نہیں کرتے۔ روزہ صرف چند حلال چیزوں پر ہی پابندی عائد نہیں کرتا بلکہ حرام چیزوں پر اس سے زیادہ سختی سے پابندی عائد کرتا ہے۔ اگر ایسا نہ ہو تو روزہ روزہ ہی

نہیں رہتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ "جو شخص غلط گوئی اور غلط کاری نہیں چھوڑتا اللہ کو حاجت نہیں کہ وہ اپنا کھانا اور پینا چھوڑ دے" (صحیح بخاری) اس حدیث سے صاف ظاہر ہوا کہ روزہ کا اصل مقصد تمام برائیوں سے بچنا ہے اور عام ایام کے بہ نسبت زیادہ سختی سے بچنا ہے۔ اگر برائیاں، حرام کمائی، جھوٹ و فریب، غیبت و چغلی، بدکلامی و تندخوئی، لڑائی اور جھگڑا جیسی چیزیں جاری رہیں تو پھر روزہ بیکار ہے۔ قارئین کرام سوچیئے کہ آپ کہاں چلے جارہے ہیں اور ماہِ عید کی تربیت سے آپ کہاں تک فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ اگر روزہ میں بعض حلال چیزوں کے ساتھ آپ نے تمام حرام چیزوں سے سختی کے ساتھ اجتناب کیا تو پھر ماہِ عید گذرنے کے بعد یہی تربیت کارفرما ہوگی اور پورے سال آپ حرام چیزوں سے بچتے رہیں گے۔ لیکن کتنے افسوس کا مقام ہے کہ دوسرے ایام تو کجا خاص ماہِ عید یعنی ماہِ رمضان میں بھی حرام کھانے اور حرام طریقہ سے کمانے سے بچا نہیں جاتا۔ وہی رشوت، وہی سود، وہی دغا، وہی فریب۔ رشوت عام ہے، سود کاروبار کی جان ہے۔ کارخانے سود ہی پر چل رہے ہیں اور سود ہی سے ترقی پارہے ہیں۔ یہ سب کچھ کیوں ہورہا ہے؟ روپیہ کی ہوس اور روزہ کے مقصد سے غفلت کے باعث۔ سوچیئے یہ ساز و سامان یہیں رہ جائے گا اور ایک دن آپ کو اللہ تعالے کے سامنے کھڑا کردیا جائے گا۔ بتلایئے اُس وقت آپ کیا جواب دیں گے۔ یہاں جس طرح آپ عید کے دن میدانِ عیدگاہ میں شاداں اور فرحاں ہوتے ہیں کیا اسی طرح آپ وعید کے دن میدانِ حشر میں شاداں و فرحاں ہوں گے؟ ہوش میں آیئے۔ سچے دل سے توبہ کیجئے۔ تمام برائیوں سے بچیئے اور اپنی اولاد کو بھی بچایئے۔ کچھ وقت دین کی خدمت کے لئے بھی وقف کیجئے۔ یہ دین جس پر ہر طرف سے حملے ہو رہے ہیں کیا اس کی حفاظت آپ پر فرض نہیں۔ کیا آپ نے سوچا کہ آئندہ نسلوں میں اسلام باقی رہے گا یا آپ کے ساتھ ہی رخصت ہوجائے گا۔ اگر ابھی تک نہیں سوچا تو بتدا اب سوچیئے، پھر دین کی حفاظت کے لئے کوشش کیجئے۔ منصوبے بنایئے۔ لادینی عناصر پر تابڑتوڑ حملے کرکے انہیں نیست و نابود کردیجئے۔ صرف دفاع پر قناعت نہ کیجئے۔ دفاع تو کمزوری کی علامت ہے بلکہ اس سے آگے بڑھ کر اپنے کو اس قابل بنایئے کہ ان فتنوں پر حملہ کرکے ان کی قوتوں کو پامال کردیں۔ اسی میں آپ کی فلاح ہے۔ اگر آئندہ نسلوں سے اسلام رخصت ہوگیا جیسا کہ بعض ممالک میں ہوچکا ہے تو پھر اس کی ذمہ داری آپ پر ہوگی۔

اٹھیئے اور عید الفطر کے پرمسرت موقع پر اللہ تعالےٰ سے عہد کیجئے کہ اب آپ اسلام کی حفاظت اور خلافِ اسلام فتنوں کی سرکوبی کے لئے تن من دھن کی بازی لگادیں گے۔ اللہ تعالےٰ آپ کو توفیق دے۔ آپ کی مدد فرمائے اور آپ کو عید کی برکتوں سے مالا مال کرے۔

سلسلہ اشاعت ۳۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عیدالفطر کا اثر

اخلاق وکردار، معاش اور معیشت پر

عیدالفطر اور معیشت | صدقۂ فطر ہر مرد وعورت، چھوٹے و بڑے پر فرض ہے۔ اس صدقہ کی مقدار فی کس ۲ ½ کلوگرام طعام یعنی غلّہ وغیرہ ہے۔ کسی ملک کی پوری مسلم آبادی اگر اس صدقہ کو ادا کرے اور حکومتِ اسلامیہ اس کو مناسب طور پر تقسیم کرے تو چند سال میں انشاء اللہ خاطر خواہ خوشحالی کا امکان ہے۔ ہو سکتا ہے کہ چند سال میں صدقۂ فطر کا لینے والا مشکل سے ملے۔

یہ تو صرف صدقۂ فطر کی برکات ہیں اگر اسلامی آمدنی کی تمام مدّوں شلاً زکوٰۃ، عُشر وغیرہ سے حاصل شدہ رقم جمع کی جائے تو اس کی تعداد اربوں روپے ہوگی۔ اس روپے سے جو فارغ البالی ہوگی اُس کا اندازہ لگانا مشکل ہے۔ جنّتِ ارضی جس کا لوگ خواب دیکھتے ہیں وہ درحقیقت اسلامی نظام ہی سے حاصل ہو سکتی ہے۔

عید اور شوکتِ اسلام | عیدگاہ میں روح پرور اور ایمان افروز اجتماع نہ صرف شوکتِ اسلام کا مظہر ہے بلکہ کشش اور دلفریبی کی ایک حسین تصویر ہے۔ یہی وہ دلکش منظر ہے جو غیر مسلمین کو بھی متاثر کئے بغیر نہیں رہ سکتا اور ہماری تبلیغِ دین کا ایک موثر ذریعہ بن سکتا ہے مگر ہم خود عید کی دلکشی کے دشمن ہیں، ہم نے ایک ہی شہر میں مختلف مقامات پر عیدگاہیں قائم کر کے اس کی دلفریبی کو سخت نقصان پہنچایا ہے۔ ہم ہی میں وہ بھی ہیں جنہوں نے اُمّتِ مسلمہ کے نصف حصّہ یعنی خواتین کو اس اجتماع میں شرکت کرنے سے محروم کر رکھا ہے حالانکہ اس اجتماع میں جس طرح مَردوں کی شرکت فرض ہے اسی طرح عورتوں کی شرکت بھی فرض ہے۔

تبلیغ | عید کیونکہ تبلیغِ دین کا ایک اہم ذریعہ ہے لہٰذا ہم اس پُرمسرّت موقع پر آپ کا فرضِ تبلیغ آپ کو یاد دلاتے ہیں۔ وقت کی سب سے بڑی ضرورت تبلیغ ہے۔ عوام صحیح اسلام سے ناواقف ہیں۔ اسلام پر جو اعتراضات کئے جلتے ہیں ان کا جواب اُن کے پاس نہیں ہوتا۔ غلط فہمیاں پھیل رہی ہیں، گمراہی بڑھ رہی ہے آئندہ نسلوں میں جذبۂ دینی کی اُمید موہوم ہے۔

آئندہ نسلوں میں تبلیغ | آئندہ نسلوں کو اسلام پر قائم رکھنے کے لئے صرف یہی کافی نہیں کہ موجودہ دَور کے لوگوں میں تبلیغ کی جائے بلکہ اس کے لئے بڑے ٹھوس اقدامات کی ضرورت ہے مثلاً ایسے مدارس قائم کرنا جہاں قرآن و حدیث کی ٹھوس تعلیم کے ساتھ حکومت کا مقرر کردہ

نصاب پڑھایا جائے۔ اِن مدارس کو ایسے اساتذہ، ماحول و تصانیف سے بچانا جو بچوں کے ذہن میں بے دینی پیدا کریں۔ پلتہ اُٹھیئے اور ایسے اسکول اور کالج قائم کیجئے، وقت کے تقاضہ کو پہچانیئے۔ اُمید ہے کہ آپ عید کی مسرتوں میں ایسے مدارس کے قیام کو نہ بھولیں گے تاکہ صحیح اسلامی معاشرے میں عیدیں آئیں تو اُن کی بہاریں پہلے سے زیادہ خوشگوار ہوں۔

لمحۂ فکریہ | آج یوم عید ہے، کل یومِ وعید آنے والا ہے۔ آج آپؐ عیدگاہ کے میدان میں جمع ہیں کل آپ محشر کے میدان میں جمع ہوں گے۔ آج آپ خوش ہیں، کیا کل بھی آپ اسی طرح خوش ہوں گے؟ کیا آپ آخرت کی عید کے لئے بھی کچھ کر رہے ہیں؟ ماہ عید کی مسلسل تربیت کے بعد بھی اگر حرام لقمہ آپ کے منہ میں جا رہا ہے تو پھر اس تربیت کا فائدہ؟ کیا آپ رمضان میں اللہ کے حکم کی تعمیل میں حلال چیزیں چھوڑ سکتے ہیں لیکن رمضان گزرنے کے بعد حرام چیزیں نہیں چھوڑ سکتے؟ غور کیجئے!

سلسلہ اشاعت ۵

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تحفہ عید الفطر

دنیا کی ہر قوم کی طرح مسلمین بھی سالانہ تہوار مناتے ہیں۔ یہ تہوار صرف دو ہیں: ایک عید الفطر اور دوسرا عید الاضحیٰ۔ دوسری قوموں کے تہواروں کا مقصد محض لہو ولعب، عیش وطرب حاصل کرنا یا کچھ مذہبی رسوم ادا کرنا ہوتا ہے، برخلاف اس کے اسلامی تہواروں کا مقصد اللہ تعالےٰ کی بڑائی بیان کرنے کے ساتھ اپنے اندر ایک انقلاب برپا کرنا ہوتا ہے۔

عید الفطر کا مقصد محض لہو ولعب، عیش وطرب، یا مذہبی رسوم ادا کرنا نہیں ہے۔ یہ تہوار رمضان المبارک کے اختتام پر آتا ہے۔ رمضان المبارک برکتوں، رحمتوں اور مغفرتوں کا مہینہ ہے۔ اسی مہینہ میں اللہ تعالےٰ کی طرف سے ایک مکمل ضابطۂ حیات: قرآن مجید نازل ہوا۔ تمام دنیا کے مسلم اسی ضابطۂ حیات کے مطابق اس مہینہ کو گذارتے ہیں۔ بڑے سے لے کر چھوٹے تک گناہوں سے پرہیز کرتے ہیں۔ پورا مہینہ نیکیوں کے حصول، عبادت کے شغل، نفس کے محاسبہ، صبر وضبط، محبت والفت، ایثار وقربانی میں گذارتے ہیں۔ اس مہینہ میں گناہوں سے اجتناب اور نیکیوں کی طرف سبقت کی مسلسل مشق سے دل میں تقویٰ پیدا ہوتا ہے۔ اسلامی معاشرہ تقویٰ کی فضاء سے معمور ہوجاتا ہے اور فسق وفجور، ظلم وستم، لہو ولعب، غرور وتکبر، نام ونمود غرض یہ کہ ہر قسم کی برائیاں دور ہوجاتی ہیں۔

رمضان کا مہینہ گویا مسلمین کی سالانہ تربیت کا مہینہ ہے تاکہ اللہ تعالےٰ نے جو ضابطۂ حیات اس مہینہ میں بھیجا ہے اس کی علمی اور عملی طور پر یاد دہانی ہوجائے اور وہ زنگ جو گیارہ مہینوں میں دل پر چڑھ گیا ہے وہ دور ہوجائے۔ دل پھر از سرِ نو مجلّٰی اور مصفّٰی ہوجائے۔

عید الفطر کا دن دراصل ایک انقلاب کا دن ہے۔ تکمیلِ تربیت کے بعد یہ دن گویا بندوں کے امتحان کا پہلا دن ہے۔ رمضان کے مہینہ میں جو تربیت بندوں نے حاصل کی اور اپنے اندر ایک خاص تبدیلی پیدا کی، اس تبدیلی کے مظاہرہ کا یہ روزِ اوّلیں ہے۔ یہی وہ دن ہے جس دن دیکھا جاتا ہے کہ بندوں نے جو تقویٰ حاصل کیا وہ عارضی ہے یا دائمی۔ وہ عید کے دن گناہوں سے بچتے ہیں یا نہیں۔ غریبوں کے ساتھ ہمدردی اور خلوص وایثار موجود ہے یا نہیں۔ اگر بندے اپنی بے پناہ مسرتوں میں اللہ تعالےٰ کو نہ بھولے اور اس کے بندوں کے حقوق سے غافل نہ رہے تو پھر یہ سمجھا جائے گا کہ باقی گیارہ مہینوں میں انہیں اپنے اس

کردار کو باقی رکھنا زیادہ آسان ہوگا۔ اگر عید کے دن ہی بندوں نے تقوے کا دامن چھوڑ دیا اور ہمدردی و ایثار کے جذبات کو خیرباد کہدیا تو یہ سمجھا جائے گا کہ وہ رمضان کے مہینہ میں محبوس تھے۔ رمضان کے ختم ہوتے ہی وہ پھر آزاد ہوگئے اور انہوں نے رمضان سے کچھ حاصل نہیں کیا۔

عید کا دن خیر و برکت، طہارت و مغفرت کا دن ہے۔ مغفرت کے بعد دوزخ کا خطرہ ٹل جاتا ہے لیکن کتنی عجیب بات ہوگی کہ اِدھر آپ دوزخ کے خطرہ سے محفوظ ہوئے اور اُدھر عیدگاہ سے واپس ہوتے ہی پھر دوبارہ اُس میں کود پڑنے کی تیاریاں شروع کردیں۔ اے ایمان والو! ایسا ہرگز نہ کیجئے۔

عید کے دن ہر مرد و عورت پر عیدگاہ میں حاضر ہونا ضروری ہے۔ احادیث میں عورتوں کو بھی عیدگاہ میں حاضر ہونے کی بڑی سخت تاکید کی گئی ہے۔

آیئے ہم سب مل کر ان احادیث پر عمل کریں۔ اپنے خودساختہ مذہب، رسم و رواج اور اپنی خواہشات کو ان احادیث کے مقابلہ میں مسترد کردیں۔ دین صرف اسلام ہے اور اسلام نام ہے قرآن اور حدیث کو ماننے اور ان پر عمل کرنے کا۔ قرآن مجید اور احادیثِ رسول مسلّمہ اصول اور حجتِ شرعیّہ ہیں۔ آیئے ہم سب مل کر ان مشترک قدروں پر جمع ہوجائیں اور تمام فرقہ بندیوں کو ختم کردیں۔ فرقہ بندیوں سے نجات ہی دراصل دوزخ سے نجات ہے۔ فرقہ بندی ایک لعنت ہے اور اس سے کسی کو انکار نہیں تو آیئے فرقہ بندی سے بیزار ہوکر صرف اسلام کو اپنا دین سمجھیں، اپنے کو صرف مسلم کہیں، مسلم بنیں اور دنیا سے اس حالت میں رخصت ہوں کہ ہم مسلم ہوں۔

ماخوذ: "تحفۂ عیدین"

ترتیب و تلخیص: محمد صدّیق میمن